ISLAMIC MEDICAL LEARNERS ASSOCIATION

مہلک اور لا علاج بیماریوں سے متعلق احکامات وہدایات

مرتب کردہ

ISLAMIC MEDICAL LEARNERS ASSOCIATION

www.imlaglobal.org

www.facebook.com/imlaglobal

imlaglobal@gmail.com

0300-2090718

Reviewed By

"ISMA" (Ikhlas Shariah Medical Advisory) A Project Of
Darulifta Al-Ikhlas, Karachi.

فہرست

مہلک اور لاعلاج بیماریوں سے متعلق احکام و ہدایات 3
کسی مرض کو مہلک یا لا علاج قرار دینا 3
اسلامی نقطۂ نظر سے مہلک مرض کی حیثیت 3
لا علاج مریض کی آگہی 4
مریض کی مصلحت کے لیے خبر چھپانا 4
مریض کے متعلقین کا مریض کو خبر دینے سے منع کرنا 5
نابالغ لاعلاج بچوں کو بیماری کی خبر دینا 6
مہلک بیماری میں مبتلاء مریض کو تسلی دینے کا طریقہ 7
لاعلاج مرض کا علاج معالجہ 8
لاعلاج مریض کے لیے اپنے اختیار سے علاج چھوڑنے کا حکم 9
تکلیف سے بچنے کیلئے علاج چھوڑنا 11
لاعلاج مریض کی تکلیف کو کم کرنا 11
لاعلاج مریض کی زندگی کو ختم کرنا 12
قتلِ رحمت / قتل ترحم (Mercy Killing) 12
قتل ترحم (Mercy Killing) کا حکم 13
زندگی برقرار رکھنے والے اسباب یا علاج کاترک دینا 13

IMLA
Islamic Medical Learners Association

مہلک اور لاعلاج بیماریوں سے متعلق احکام وہدایات

مریض خواہ کیسے بھی مرض میں مبتلا ہو،اس کو معالج کی توجہ اور شفقت کی ضرورت ہوتی ہے،لیکن اگر مریض کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو، تو اسے عام مریض سے بڑھ کر مزید توجہ اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے، اور ایسے مریضوں کے لیے علاج معالجہ سے متعلق عام ہدایات اور اخلاقیات کے علاوہ علیحدہ سے کچھ مخصوص طبی اخلاقیات اور ہدایات ذکر کی گئی ہیں،ذیل میں ان ہی اخلاقیات اور ہدایات کو بیان کیا جائے گا۔

کسی مرض کو مہلک یالاعلاج قرار دینا

حدیثِ مبارک میں آتاہے:

ما أنزل الله داءً إلا أنزل له شفاء(بخاری)(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پید نہیں کی، جس کیلئے شفاء نہ اُتاری ہو۔

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے شفاء رکھی ہے،لیکن ہر بیماری کے علاج کا انسان کو علم ہونا ضروری نہیں ہے،جیسا کہ قرآن پاک میں واضح فرمادیا کہ : وَمَا اوتيتُمْ مِنَ العِلْمِ الا قَليلاً(سورة الإسراء، الآية:85) یعنی انسان کو محدود علم عطا کیا گیا ہے۔

لہٰذا معالج کو چاہئے کہ وہ کسی بیماری کو مطلقاً لاعلاج نہ قرار دے،بلکہ یہ کہہ دے کہ ابھی تک ہونے والی تحقیق کے مطابق اس بیماری کا علاج ہمارے علم میں نہیں ہے،تاہم جو بیماریاں عام طور پر جان لیوا ثابت ہوتی ہیں،اُنہیں مہلک یالاعلاج کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے،لیکن اعتقاد یہی رکھنا چاہیے کہ اس بیماری کا لاعلاج ہونا انسان کی کم علمی کی وجہ سے ہے،اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے علاج کسی بھی مرض کے لیے شفا کا سبب بن سکتا ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے مہلک مرض کی حیثیت

واضح رہے کہ کسی بیماری کے مہلک ہونے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ مریض کو بے سہارا اور بغیر کسی علاج معالجہ کے چھوڑدیا جائے،اور یہ سمجھا جائے کہ جب اس نے مرنا ہی ہے،تو اب اسے مزید تکلیف میں نہ رکھا جائے،بلکہ اس کی زندگی ختم کردی جائے،کیونکہ اسلام میں کسی انسانی زندگی کو ختم کرنا (Euthanasia)جائز نہیں ہے،اس کی دلیل وہ تمام اسلامی احکام ہیں،جن میں انسانی قتل،خودکشی،حمل میں روح پڑ جانے کے بعد اسقاطِ حمل(Abortion)اور ان جیسے تمام افعال سے منع کیا گیا ہے۔

لہٰذا معالج اور تمام متعلقین پر یہ لازم ہے وہ ایسے مریض کو بھی مکمل توجہ اور نگہداشت میں رکھیں،اس کے تمام حقوق ادا کریں،اس کی خدمت کو اپنے لیے ذخیرۂ آخرت سمجھیں،اور اس کے کسی حق کو ضائع نہ ہونے دیں۔

---

(1)صحيح البخاري 7/ 122،كتاب الطب،باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء.

لاعلاج مریض کی آگہی

جب کسی معالج کو یہ علم ہو جائے کہ مریض کسی مہلک یا لاعلاج بیماری میں مبتلا ہے، تو کیا اب مریض کو اس کے لاعلاج مرض کے بارے میں آگاہ کر دینا چاہئے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عام حالات میں (یعنی مریض کو اسکے مرض سے متعلق خبر دینے سے کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو) معالج کے لیے ضروری ہے کہ وہ مریض کو اس کے لاعلاج مرض کے بارے میں بھی آگاہ کر دے، (تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں، املا آرٹیکل بعنوان: : "مریض کی آگاہی اور رازداری") کیونکہ مریض اپنی ذات میں خود مختار ہوتا ہے، معالج اسی کی اجازت سے اس کے مرض کی تشخیص اور علاج کرنے کا مجاز ہوتا ہے، لہذا بیماری اور اس سے متعلق ہر معلومات مریض کو بتانا ضروری ہے، اور مریض بھی اپنی بیماری سے متعلق جاننے کا شرعی و اخلاقی حق رکھتا ہے، اور معالج کے اپنے مریض کے ساتھ مخلص اور سچے ہونے کا تقاضا بھی یہی ہے، کیونکہ علاج معالجہ کا مقصد مریض کو فائدہ پہنچانا اور اس کی مصلحت کو مقدم رکھنا ہے، اور عام حالات میں مریض کی مصلحت اور بہتری اسی میں ہے کہ اسے اپنے مرض کے بارے میں علم ہو، کیونکہ اول تو یہ اس کا شرعی و اخلاقی حق ہے، نیز جب اسے یہ علم ہو گا کہ ظاہری دنیاوی اسباب کے اعتبار سے اب اس کے جانے کا وقت قریب ہے، تو وہ اپنی رہی سہی زندگی میں اللہ ربُّ العزت کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا، اس کے ذمہ اگر کوئی حقوق ہیں خواہ وہ حقوق العباد ہوں یا حقوقُ اللہ، ان کی ادائیگی کی کوشش کرے گا، اور اس کے علاوہ جو بھی اس نے اپنے لیے یا اپنے گھر والوں کے لیے فیصلے کرنے ہوں گے ان کو بروقت انجام دے گا۔

مریض کی مصلحت کے لیے خبر چھپانا

اگر معالج اپنی سمجھ اور دیانت کے مطابق اور مشورہ کے بعد کسی مصلحت کی وجہ سے جو کہ مریض کے حق اور فائدہ میں ہو، یہ سمجھتا ہے کہ مریض سے بیماری کی خبر چھپانا بہتر ہے، تو اس کی بھی شرعاً گنجائش ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں یہ بھی شامل ہے کہ حتی الامکان مریض کو تسلی دی جائے اور اس سے دُکھ اور تکلیف کو دور کیا جائے، لہذا ایسی صورت میں مریض کی حالت کو دیکھتے ہوئے، اور مریض کو تکلیف اور دکھ سے بچانے کی نیت سے اس سے خبر چھپانے کی بھی گنجائش ہے، لیکن ایسی صورت میں معالج مریض کے متعلقین کو اس بات کی تاکید کر دے کہ وہ مریض کے ذمہ جو حقوق ہیں، ان کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔

مریض کے متعلقین کو خبر دینا

اصولی بات تو یہی ہے کہ مریض کی اجازت کے بغیر اس کی بیماری کے بارے میں کسی کو نہ بتایا جائے، کیونکہ یہ مریض کی امانت ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں، املا آرٹیکل بعنوان "مریض کی آگہی اور رازداری") البتہ اگر مریض کی طرف سے بتانے کی اجازت ہو یا متعلقین کو پہلے سے علم ہو، اور وہی اس مریض کو ساتھ لے کر مشورہ اور

علاج کے لیے آئے ہیں، تو پھر متعلقین سے مریض کی بیماری کے بارے میں بات کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر کسی وجہ سے معالج کو خود بھی مریض کے حق میں یہی بہتر لگتا ہے کہ مریض کو براہِ راست بتانا مناسب نہیں رہے گا، تو اس کے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ مریض کے متعلقین کو اس کی بیماری کے بارے میں تفصیل بتادے۔

مریض کے متعلقین کا مریض کو خبر دینے سے منع کرنا

بعض مرتبہ مریض کے متعلقین معالج کو منع کرتے ہیں کہ مریض کو اس بیماری کی بالکل ہی خبر نہ دی جائے، اور اُن کا نقطہ ٔ نظر یہ ہوتا ہے کہ مریض اس خبر کو برداشت نہیں کرسکے گا، اور اگر اس کو بتایا گیا تو اس کی حالت مزید خراب ہوسکتی ہے، اور وہ مریض کے متعلقین ہونے کی حیثیت سے مریض سے بہتر اس بات کو سمجھ سکتے ہیں اور بہتر طریقہ سے اس معاملہ سے نمٹ سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ایسی صورت میں معالج کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مریض اس خبر کا متحمل ہے، تو وہ متعلقین کے منع کرنے کے باوجود مریض کو اس کے مرض کے بارے میں بتادے، اور اگر معالج بھی اپنی سمجھ اور دیانت کے مطابق کسی مصلحت کی وجہ سے جو کہ مریض کے حق اور فائدہ میں ہو، یہ سمجھتا ہے کہ مریض سے بیماری کی خبر چھپانا بہتر ہے تو اس کی بھی شرعاً گنجائش ہے، لیکن ایسی صورت میں معالج مریض کے متعلقین کو اس بات کی تاکید کردے کہ وہ مریض کے ذمہ جو حقوق ہیں، ان کی ادائیگی کا اہتمام کریں۔

البتہ بعض مرتبہ مریض سے خبر چھپانے کی یہ وجہ بھی ہوتی ہے کہ مریض کے متعلقین یہ نہیں چاہتے کہ اس مرض کے علاج پر پیسے خرچ ہوں، لہٰذا ایسی صورتِ حال میں اگر معالج کو مریض کے متعلقین کی طرف سے اس بات کا احساس ہو، تو معالج کو چاہیے کہ متعلقین کے منع کرنے کے باوجود مریض کو اس کی بیماری سے متعلق آگاہی فراہم کردے، تاکہ اگر وہ حصولِ شفا کے لیے یا تکلیف میں کمی کیلئے اپنا علاج معالجہ کروانا چاہے تو کرواسکے، کیونکہ جب تک انسان زندہ ہے، شرعی اعتبار سے اس کو اپنے اوپر مال خرچ کرنے کا مکمل حق ہے۔

موجودہ دور میں مریض سے خبر چھپانا

موجودہ دور میں معلومات کے وسائل بہت زیادہ اور آسان ہوگئے ہیں، اس وجہ سے اس بات کا قوی امکان ہے کہ اگر معالج نے مریض کی بہتری کے لیے اس سے خبر چھپائی، لیکن اسے کسی ذریعہ سے معلوم ہوجائے کہ وہ ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہے اور چند دنوں کا مہمان ہے تو ایسی صورت میں اس کا معالج پر سے اعتماد اٹھنے کا احتمال ہے، اگرچہ معالج اسے یہ واضح کرسکتا ہے کہ میں نے یہ خبر آپ کی بہتری کے لیے چھپائی تھی، اس لیے معالج کو چاہئے کہ خبر چھپاتے ہوئے اس احتمال کو بھی مدِّ نظر رکھ لے۔

نابالغ لاعلاج بچوں کو بیماری کی خبر دینا

اس سلسلہ میں سب سے پہلے معالج حضرات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس بارے میں تجربہ کار معالجین اور ماہرینِ نفسیات نے اس کے متعلق جو اصول وضع کیے ہیں، ان کو سیکھیں اور ان کے مطابق بچوں کا معائنہ و معالجہ کریں، بالخصوص شعبۂ اطفال سے منسلک معالجین کو اس سلسلہ میں خصوصی تربیت لینی ضروری ہے۔اس سلسلہ میں اگر بچوں کی عمر کے لحاظ سے الگ الگ معیار بنائے گئے ہوں ،تو اس طرح الگ الگ معیار بنانا بھی درست اور شریعت کے مطابق ہے، کیونکہ شریعت میں نہ صرف مختلف مواقع پر مختلف احکام میں بچوں کی رعایت کی گئی ہے، بلکہ بعض احکامِ شرعیہ میں عمر کے فرق کے اعتبار سے بچوں کے لیے حکم میں بھی فرق کیا گیا ہے،بہر حال بچوں کو ان کی بیماری کے بارے میں خبر دینے کے شرعی حکم سے متعلق یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں:

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا بچہ کو اس کے لاعلاج مرض کے بارے میں خبر دینا درست ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر معالج اور بچہ کے متعلقین دونوں ہی اس کو بتانے پر متفق ہیں،تو ایسی صورت میں طبی اخلاق کی تعلیمات کی پیروی کی جائے، اور بچوں کی مصلحت کو ملحوظ رکھا جائے، چنانچہ جہاں خبر دینا بچے کی ضرورت ہو یا اس میں بچہ کا فائدہ ہو یا کسی وجہ سے اس کو بتانا ناگزیر ہو، تو وہاں بچہ کو اس کی تفصیل بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا بچہ سے اس کے لاعلاج مرض کی خبر چھپانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر معالج بچہ سے خبر چھپانے کو بچے کے حق میں بہتر سمجھتا ہے، تو اس کے لیے بچہ کے اولیاء(2) کو تفصیل بتا دینا کافی ہے،، بچہ کو بتانا ضروری نہیں، اسی طرح اگر معالج بچہ کو بتانا بہتر سمجھتا ہے، لیکن بچہ کے اولیاء اسے بتانے سے منع کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں معالج ان کی رائے پر عمل کر سکتا ہے، البتہ ان کے منع کرنے کے باوجود بھی اگر معالج کسی وجہ سے بچہ کو اس کی بیماری کے بارے میں آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ پہلے دیگر متعلقہ ماہر معالجین سے مشورہ کرلے اور اگر وہ بھی بچہ کو بتانے کا مشورہ دیں، تو پھر بچہ کو حکمت کے ساتھ صورتحال سے آگاہ کر دے۔

اگر وہ بچہ بالغ ہو چکا ہے، تو اس کو خبر دینے کے بارے میں وہی تفصیل ہے، جو شروع میں بالغ حضرات کیلئے بیان ہوئی۔

(ماخوذ از کتب فقہ، الفتاوی الهندية، الدر المختار، احكام الاولياء، قضايا طبية معاصرة، ص: ۱۹۹)

---

(2) وہ لوگ جنہیں شریعت کی طرف سے نابالغ بچہ کی نگہبانی اور بچہ کے فائدہ کے لیے اس کے مال میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، اور انکے شرعی اعتبار سے درجات مقرر ہیں، جس میں پہلا درجہ والد کا اور دوسرا درجہ دادا کا ہے۔

مہلک یا لاعلاج بیماری سے متعلق خبر دینے کے آداب

- سب سے پہلے اچھی طرح بیماری کی تشخیص کرلی جائے،اور اس بارے میں اگر کوئی بھی شک وشبہ ہو تو اس کو دور کیا جائے۔
- اس بات کی یقین دہانی کرلی جائے کہ تمام ممکنہ علاج اختیار کیے جاچکے ہیں،اور اب کوئی ممکنہ علاج موجود نہیں ہے ۔
- پھر اس لاعلاج مرض سے متعلق خبر دینے سے پہلے مریض کو نفسیاتی طور پر اس خبر کو برداشت کرنے کیلئے تیار کیا جائے،اور اس کے لیے ایسے وقت کا انتخاب کیا جائے کہ جس وقت مریض اس خبر کو قبول کرنے کیلئے ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہو۔
- خبر دینی ہو تو اس کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس میں مریض کو کم سے کم دُکھ ہو،اور اس کے لیے مناسب طریقہ اختیار کیا جائے،جیسے مریض کو ایک دم سے خبر نہ دی جائے،بلکہ تدریجاً(Gradually)بتایا جائے تاکہ نفسیاتی طور پر وہ اس کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔
- خبر دینے سے پہلے یہ طے کرلیا جائے کہ مریض کو کیا معلومات دینی ہیں،اور کتنی حد تک دینی ہیں،چنانچہ مریض کو اس کی سمجھ اور ضرورت کی حد تک ہی مرض کے بارے میں بتایا جائے،اور غیر ضروری تفصیل سے احتراز کیا جائے،تاکہ اس کے دکھ میں اضافہ نہ ہو۔
- معالج کیلئے بہتر یہ ہے کہ لاعلاج مرض سے متعلق خبر دیتے وقت مریض کی اجازت سے اس کے کسی قریبی رشتہ دار کو ساتھ بٹھا کر اس کے سامنے خبر دے،تاکہ وہ مریض کو سنبھال سکے۔
- ایسی خبر عجلت میں نہ دی جائے بلکہ معالج اس کیلئے ایسے وقت کا انتخاب کرے،جس میں وہ تسلی اور آرام کے ساتھ مریض کو بتا سکے۔
- مریض کے سوالات کا تسلی سے جواب دیا جائے،اگرچہ وہ سوالات سطحی قسم کے ہوں۔
- اس کے بعد ایسے مریض کی تیمارداری میں کوئی کمی نہ کی جائے،اور مریض کو یہ محسوس نہ ہونے دیا جائے کہ معالج بھی میرے مرض سے مایوس ہو چکا ہے۔ (أخلاقيات المارس الصحي)

مہلک بیماری میں مبتلاء مریض کو تسلی دینے کا طریقہ

- ✓ مریض کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کی جائے کہ شفا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
- ✓ قرآن وحدیث میں تکلیف پر صبر کرنے پر جو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے،وہ اُسے بتایا جائے،جیسا کہ حدیثِ مبارک میں ہے،آپ ﷺ نے فرمایا:

”ہر وہ مسلمان جسے کوئی مصیبت درپیش ہو اور وہ کہے کہ: **إنَّـا للهِ وإنَّـا إليـهِ راجعون ، اَللهُمَّ أْجُرْني فى مُصيبَتى، واخْلُفْ لي خَيْرًا منها**" اے اللہ میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور (اس مصیبت میں) جو چیز میرے ہاتھ سے گئی ہے، اس کا نعم البدل عطا فرما“ تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتے ہیں اور اس کا بہترین بدل عطا فرماتے ہیں (مسلم)[3]

✓ مریض کے سامنے ایسے لوگوں کا تذکرہ کیا جائے، جنہوں نے ایسے امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی اچھی زندگی گزاری، یا ایسے واقعات سنائے جائیں کہ جن میں مریضوں کو اس جیسے مرض سے شفا حاصل ہو چکی ہے، لیکن تسلی دینے میں اتنا مبالغہ نہ کیا جائے کہ مریض بالکل ہی مطمئن ہو جائے اور جو امور اسے اپنی موت سے پہلے انجام دینے اور نمٹا لینے چاہئیں، ان میں تاخیر کر دے۔

لاعلاج مرض کا علاج معالجہ

- ایک مسلمان معالج کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور یہ علاج معالجہ محض ایک سبب ہے۔
- کسی بھی مرض کا لا علاج ہونا یہ ہمارے محدود علم کے مطابق ہے، ورنہ ہر وقت اور ہر جگہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی بھی مرض کا علاج دریافت ہو جائے، جیسا کہ حدیثِ مبارک میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے شفاء رکھی ہے۔
- ہر مریض کی حالت دوسرے مریض سے جدا ہوتی ہے، لہذا یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک مریض کے حق میں جو نتیجہ نکلا، وہی نتیجہ دوسرے مریض کے حق میں بھی نکلے۔
- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا جائز نہیں ہے، لہذا معالج، مریض اور متعلقین سب پر لازم ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفا کی امید رکھیں، شفا سے ناامید نہ ہوں، چنانچہ قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے:

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ (زمر،۵۳)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو

- معالج کو چاہیے کہ مریض کے علاج کے لیے ہر ذریعہ اور بقدرِ وسعت تمام ممکنہ اسباب اختیار کرے کیونکہ یہ اس کی ذمہ داری ہے، نیز ایک مسلمان کے اعتقاد کے مطابق علاج معالجہ اسباب کے درجہ میں ہیں، اور شفا دینا

---

(3)صحيح مسلم (2/ 632) بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ، ط: دار إحياء التراث العربي.

" مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ: {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ} [البقرة: 156]، اللهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَجَرَهُ اللهُ فِي مُصِيبَتِهِ، وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا".

اللہ ربُّ العزت کے ہاتھ میں ہے۔

- ✓ معالج کو چاہئے کہ ایسے مریضوں کے علاج کی جستجو میں لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعا بھی کرتا رہے اور مریض کے علاج میں کوئی کمی نہ کرے، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی دوا یا treatment اس کو موافق آجائے اور اللہ تعالیٰ اس کو شفا عنایت فرمادیں۔

حدیثِ مبارک میں آتا ہے:

مَنْ نَفَّسَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً من كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللهُ عنهُ كُرْبَةً من كُرَبِ يومِ القيامةِ (مسلم)

ترجمہ: جس نے مومن کی کسی دنیاوی تکلیف کو دور کیا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف کو دور فرمائیں گے۔

لہٰذا معالج کو چاہیے کہ اگر علاج ممکن نہ ہو، تب بھی حتی الامکان اس مریض کی تکلیف کو کم سے کم کرنے کوشش کرے۔

(مستفاد از احکام الامراض التی لا یرجی برؤھا، د.احمد محمد کنعان)

لاعلاج مریض کے لیے اپنے اختیار سے علاج چھوڑنے کا حکم

سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ علاج کرنا فی نفسہٖ شرعاً جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے خود اپنے لیے بھی علاج معالجہ کو اختیار فرمایا اور دوسروں کو بھی علاج کروانے کا فرمایا کرتے تھے ،[(4)] البتہ مختلف حالات اور مختلف لوگوں کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہوتا رہتا ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- اگر علاج چھوڑنا مرض کے متعدی ہونے کا سبب بنے، تو علاج کروانا شرعاً واجب ہے۔
- اسی طرح اگر علاج چھوڑنا براہِ راست مریض کے ہلاک ہونے کا یا اس کے کسی عضو کے ضائع یا ناکارہ ہونے کا سبب بنے، تو ایسے مرض یا تکلیف کا علاج کروانا بھی شرعاً واجب ہے۔
- اگر علاج چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی یا ناامیدی کی وجہ سے ہو، تو جائز نہیں۔
- اگر لاعلاج مرض کے علاج سے مرض میں بہتری یا تکلیف میں کمی ہونے کا غالب گمان ہو تو پھر علاج کرنا مستحب ہے۔
- اگر لاعلاج مرض کے علاج سے شفا کے حصول یا مرض میں بہتری یا تکلیف میں کمی کا غالب گمان نہ ہو، تو صبر کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید کے ساتھ علاج چھوڑنا درست ہے، جیسا کہ بخاری

---

(4) سنن أبي داود (4/ 7) رقم الحديث،8374،بَابٌ فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ.

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ».

شریف میں ایک خاتون کا قصہ مذکور ہے، جن کو مرگی کے دورہ آتے تھے، انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ: یارسول اللہ مجھے مرگی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے میری بے پردگی ہوجاتی ہے، لہٰذا میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں، (کہ میری بیماری ختم ہوجائے) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو، اور اس کے بدلہ میں تمہیں جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں اللہ تعالیٰ تمہیں شفادے دیں، اس خاتون نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی، اور پھر کہنے لگیں کہ "لیکن (مرگی کے وقت) میں ستر کھلنے سے ڈرتی ہوں، آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کردیجیے کہ (مرگی کے وقت) میرا ستر نہ کھلے، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے لیے دعا فرمادی۔ (5)

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ایسی بیماری میں مبتلا تھیں کہ بظاہر اس وقت اس بیماری کا علاج موجود نہیں تھا، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کو اس پر صبر کرنے اور جنت پانے کی ترغیب بیان فرمائی، لہٰذا جہاں ظاہری اسباب میں شفاء کا حصول غیر یقینی ہو، تو ایسی صورت میں علاج کو ترک کرنا جائز ہوگا۔ (6)

البتہ اگر مریض معالج کے پاس علاج کے لیے آچکا ہے، تو معالج کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کا علاج پوری ذمہ داری سے کرے۔

اور اگر لاعلاج مرض کے نتیجہ میں کوئی ایسی کیفیت پیش آتی ہے، جو کہ براہِ راست انسانی جان یا کسی عضو کے ضائع یا ناکارہ ہونے کا سبب بن سکتی ہے، تو اس صورتحال کا مداوا اور تدارک ضروری ہے، کیونکہ اس صورت

Islamic Medical Learners Association

---

(5)صحيح البخاري (7/ 116)

حدثني عطاء بن أبي رباح، قال: قال لي ابن عباس: ألا أريك امرأة من أهل الجنة؟ قلت: بلى، قال: هذه المرأة السوداء، أتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: إني أصرع، وإني أتكشف، فادع الله لي، قال: «إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت دعوت الله أن يعافيك» فقالت: أصبر، فقالت: إني أتكشف، فادع الله لي أن لا أتكشف، فدعا لها.

(6)احكام الامراض المهلكة لكنعان.

لا يجوز ترك العلاج إذا كان ذلك يأساً وقنوطاً من رحمة الله تعالى ، أو تبرماً وتذمراً من قضائه وقدره ، لقوله تعالى : ((**إِنَّهُ لا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلا الْقَوْمُ الكافِرونَ**))، أما ترك التداوي صبراً أو احتساباً فهو جائز ، ولكن بشرط أن لا يكون مفضياً لهلاك محقق ، مع غلبة الظن بتحقق الشفاء بالتداوي، لأن في هذا شبهة قتل النفس بتعريضها للتهلكة .(احكام الامراض المهلكة لكنعان)

واختار النبي صلى الله عليه وسلم الحمى لاهل قبى كما ورد مسند أحمد ط الرسالة (22/ 287)14393 – حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن أبي سفيان، عن جابر، قال: استأذنت الحمى على النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: " من هذه؟ " قالت: أم ملدم، قال: فأمر بها إلى أهل قباء، فلقوا منها ما يعلم الله، فأتوه، فشكوا ذلك إليه، فقال: " ما شئتم؟ إن شئتم أن أدعو الله لكم فيكشفها عنكم، وإن شئتم أن تكون لكم طهورا "، قالوا: يا رسول الله، أوتفعل؟ قال: " نعم "، قالوا: فدعها.

میں یہ علاج معالجہ کے قبیل سے نہیں، بلکہ "الانعاش" (Resuscitation) یعنی ہلاکت کو دور کرنے میں داخل ہو گا۔

تکلیف سے بچنے کیلئے علاج چھوڑنا

بعض مرتبہ مہلک بیماریوں کی صورت میں مریض کو ایسے علاج یا treatment سے گزرنا پڑتا ہے، جو کہ extreme level کے ہوتے ہیں اور مریض کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہوتے ہیں اور بعض مریضوں کیلئے ایسی صورت میں ہسپتال میں وقت گزارنا مشکل ہو جاتا ہے اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ یہ آخری وقت اپنے گھر میں گزاریں، تو ایسی صورت میں اگر معالج مریض کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے، اسے رخصت دے دے تو معالج یا مریض پر کوئی گناہ نہیں ہو گا، بلکہ بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح extreme level کے تکلیف دہ اور اذیت ناک طریقہ علاج کو اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔

لاعلاج مریض کی تکلیف کو کم کرنا

جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا کہ اسلامی طبی اخلاق میں یہ بھی شامل ہے کہ لاعلاج مریض کو بے سہارا نہ چھوڑا جائے، بلکہ ایک عام مریض سے زیادہ اس کا خیال رکھا جائے، اس کی تکلیف کو دور کرنے اور اسے آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور اس کے لیے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لائے جائیں، اس طریقۂ کار کو آجکل (Palliative care) کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کی تعریف WHO کے مطابق یہ ہے کہ:

> "ایسا طریقہ کار اختیار کرنا جس میں مہلک بیماریوں کے شکار مریضوں اور ان کے متعلقین کے پیش آنے والی تکالیف کی روک تھام کرکے یا اس کو کم کرکے انہیں ایک اچھی زندگی فراہم کی جاسکے، جس کیلئے مختلف طریقہ اختیار کیے جاسکتے ہیں جیسے قبل از وقت مرض کی تشخیص کر دینا، یا درد یا دوسری تکالیف کا کسی بھی ظاہری، نفسیاتی، روحانی یا کسی بھی ذریعہ سے سدِباب کر دینا"[7]

اور یہ طریقۂ کار اسلامی تعلیمات کا عین تقاضا ہے، جیسا کہ حدیثِ مبارک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> "جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ، تو اس کے غم کو دور کرو (یعنی اس کو امید دلاؤ اور حوصلہ دو) اس تسلی دینے سے اس کی موت تو نہیں ٹلے گی، لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا (جس سے اسے نفسیاتی حوصلہ ہو گا) (مشکاۃ)"

---

[7] Palliative care is an approach that improves the quality of life of patients and their families facing the problem associated with life-threatening illness, through the prevention and relief of suffering by means of early identification and impeccable assessment and treatment of pain and other problems, physical, psychosocial and spiritual. (WHO website)

مریض کو توبہ کی ترغیب دینا

معالج کو چاہئے کہ وہ ایسے مریضوں کو حکمت کے ساتھ توبہ کی ترغیب بھی دے، کیونکہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے، جب تک کہ نزع کی حالت طاری نہ ہو جائے، جیساکہ حدیثِ مبارک میں آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر (ترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے، جب تک کہ اس پر نزع کی کیفیت طاری نہ ہو جائے۔

اس کے علاوہ مریض کو ذکر و اذکار، صبر اور حسن خاتمہ پر دعا کی تلقین کی جائے اور مریض کو اس کے ذمہ حقوق اور شرعی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی تلقین کی جائے۔

لاعلاج مریض کی زندگی کو ختم کرنا

اس کے دو طریقہ ہو سکتے ہیں:

قتلِ رحمت / قتل ترحم (Mercy Killing)

ایک طریقہ تو یہ ہے کہ شفاء سے مایوس ہو کر لاعلاج مریضوں کی زندگی ختم کرنے کے لیے کوئی جان لیوا دوا دے دی جائے یا کوئی اور تدبیر اختیار کی جائے۔ اس ضمن میں یہ بات سمجھنا چاہیئے کہ دینِ اسلام میں انسانی جان کی عظمت اور حرمت بہت زیادہ ہے، جس پر قرآن کریم کی آیات اور کئی احادیث دلالت کرتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامی میں انسانی جان کو خواہ وہ اپنی ہو یا دوسرے کی ہو، اُسے کسی بھی قسم کا کلی یا جزوی نقصان پہنچانا قطعًا ممنوع ہے، صرف چند مواقع ایسے ہیں جہاں شریعت نے انسانی جان لینے کا جواز بیان کیا ہے (مثلاً قصاص، رجم وغیرہ میں) جن کی مکمل تفصیل شریعت میں موجود ہے۔

چنانچہ اسی بنیاد پر یہ حکم بیان کیا جاتا ہے کہ خواہ کوئی انسان کتنا ہی بیمار ہو جائے، اور وہ کتنی ہی تکلیف میں ہو، اس کی زندگی ختم کرنے کا اختیار خود اس شخص کے پاس بھی نہیں ہے، تو کسی دوسرے شخص کو یا معاشرہ کو یہ اختیار کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حدیثِ مبارک قابل ذکر ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، جس کو زخم لگا اور اس نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے چُھری سے اپنا ہاتھ کاٹ

Islamic Medical Learners Association

ڈالا، پھر اسکا خون نہ رکا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندہ نے اپنے نفس کو ہلاک کرنے میں مجھ سے جلد بازی کی، پس میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ (بخاری)[8]

قتل ترحم (Mercy Killing) کا حکم

مریض کو کسی بھی طرح کی زندگی ختم کرنے والی دوا دینا حرام اور ممنوع ہے، خواہ اس کی اجازت سے ہی اس کو دی جائیں،[9] اور معالج کے لیے اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کا تعاون کرنا حرام کام میں تعاون کرنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

زندگی برقرار رکھنے والے اسباب یا علاج کا ترک دینا

کسی مریض کی زندگی ختم کرنے کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انسانی جان کو ختم کرنے کے لیے کوئی ذریعہ تو اختیار نہیں کیا جائے، لیکن مریض کی زندگی بچانے کے لیے جو ممکنہ اسباب اختیار کیے جاسکتے ان کو ترک کر دیا جائے، چنانچہ اس حوالے سے جو اسباب اختیار کیے جاتے ہیں، ان کی چند صورتیں بن سکتی ہیں، ذیل میں ہر ایک کی تفصیل اور حکم بیان کیا جاتا ہے:

﴿1﴾...اسباب کی ایک قسم وہ ہے جو ایمر جنسی یا حادثہ کی صورت میں جان بچانے کیلیے ایک مخصوص وقت تک اور ضرورت کی حد تک اختیار کیے جاتے ہیں جیسے CPR (cardiopulmonary-resuscitation)، یا دل کی دھڑکن کو واپس لانے کیلیے مختلف آلات واسباب کا اختیار کرنا یا زندگی بچانے کے لیے آپریشن کرنا مثلاً کسی کو گولی لگ گئی ہے، تو اس گولی کو نکالنے کیلیے اور اس کے زہر کو ختم کرنے کیلیے فوری طور پر آپریشن کیا جائے، یا ڈینگی کے مریض کے خون میں وائٹ سیل ڈالنا یا خون میں کسی مخصوص چیز کی کمی ہو جائے اور وہ جان لیوا ہو تو اس کمی کو پورا کرنا یا دل کے مریض کے لیے دل کے والو تبدیل کروانا یا بائی پاس کروانا یا اسٹنٹ (Stunt) ڈلوانا وغیرہ۔

---

(8) صحيح البخاري (2/ 96):باب ما جاء في قاتل النفس.

حدثنا جندب رضي الله عنه - في هذا المسجد فما نسينا وما نخاف أن يكذب جندب على النبي صلى الله عليه وسلم - قال: "كان برجل جراح، فقتل نفسه، فقال الله: بدرني عبدي بنفسه حرمت عليه الجنة ".

(9)فتح الباري لابن حجر (6/ 500) (قوله باب ما ذكر عن بني إسرائيل)

وفي الحديث تحريم قتل النفس سواء كانت نفس القاتل أم غيره وقتل الغير يؤخذ تحريمه من هذا الحديث بطريق الأولى وفيه الوقوف عند حقوق الله ورحمته بخلقه حيث حرم عليهم قتل نفوسهم وأن الأنفس ملك الله.

حکم:

ان اسباب کو اختیار کرنے اور چھوڑنے سے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک ان اسباب کے اختیار کرنے سے زندگی کے بچنے کا یقین یا غالب گمان ہو، اس وقت تک ان اسباب کو اختیار کرنا شرعًا ضروری ہے، کیونکہ شرعی اعتبار سے انسانی جان کی حفاظت کرنا اور اس کی زندگی کو بچانا فرض ہے، البتہ اگر کسی مخصوص حالت میں معالجین کو مشاورت کے بعد اپنے تجربہ اور علم کی روشنی میں یہ یقین یا غالب گمان ہو جائے کہ اب ان اسباب کے اختیار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں ان اسباب کو ترک کر دینا جائز ہے۔[10]

﴿2﴾... جان بچانے والے اسباب کی دوسری قسم وہ اسباب ہیں جو عام حالات میں بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہیں، جیسے غذا، پانی اور سانس (آکسیجن)۔

حکم:

اگر مریض کھانے پینے کے قابل نہ رہے یا کسی وجہ سے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہو، تو مصنوعی طریقہ سے اسے غذا، پانی، اور آکسیجن دینا ضروری ہے، کیونکہ یہ صرف علاج اور دوائی نہیں ہے، بلکہ عام حالات میں ایک صحت مند انسان کی زندگی کی بقاء کے لیے بھی ضروری ہے، جیسے وہ مریض جو کوما (Coma) میں چلے جاتے ہیں یا ان کے احساسات اور جسم کی حرکتِ ارادی کلی یا جزوی طور پر ختم ہو جاتی ہے، لیکن ان کا دل اور پھیپھڑے قدرتی طور پر کام کر رہے ہوتے ہیں، تو ایسے مریضوں کو بھی مصنوعی طریقہ سے کھانا پینا دینا یا ضرورت پڑنے پر آکسیجن دینا، یہ سب ضروری ہیں، اور قصدًا ان کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح وہ مریض جنہیں معالجین لاعلاج قرار دے چکے ہوں، ان کے لیے بھی وہ تمام ممکنہ اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں، جو کہ انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت میں داخل ہیں۔

---

(10) 4458 (صحیح البخاري6/ 14)

حدثنا علي، حدثنا يحيى، وزاد قالت عائشة: لددناه في مرضه فجعل يشير إلينا: «أن لا تلدوني» فقلنا كراهية المريض للدواء، فلما أفاق قال: «ألم أنهكم أن تلدوني»، قلنا كراهية المريض للدواء، فقال: «لا يبقى أحد في البيت إلا لد وأنا أنظر إلا العباس فإنه لم يشهدكم» رواه ابن أبي الزناد، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم

وفى (فتح الباري لابن حجر 8/ 147)

وقال الحافظ:وإنما أنكر التداوي لأنه كان غير ملائم لدائه لأنهم ظنوا أن به ذات الجنب فداووه بما يلائمها ولم يكن به ذلك كما هو ظاهر.

﴾3﴿... تیسری قسم کے اسباب وہ ہیں، جو اس طرح مستقل علاج تو نہیں ہیں کہ جن سے بیماری ختم ہو جائے، لیکن علاج معالجہ کی طرح ہیں، اور ان پر زندگی کا باقی رہنا موقوف ہے کہ جب تک وہ اسباب اختیار کیے جائیں گے اور علاج چلتا رہے گا، مریض مزید بیمار نہیں ہو گا اور اس کی بیماری ایک stage پر رک جائے گی یا ایک stage تک محدود ہو جائے گی یا اس میں کمی واقع ہو گی، لیکن جیسے ہی وہ علاج یا Treatment چھوڑ دیا جائے گا، تو مرض بڑھنا شروع ہو جائے گا، اور اس کا نتیجہ زندگی کے خاتمہ، مستقل معذوری یا کسی عضو کے ضائع یا ناکارہ ہونے کی ہونے کی صورت میں نکل سکتا ہے، جیسے گردے کے مریض کیلئے ڈائیلاسز (Dialysis) کروانا، یا وہ مریض جسے بار بار خون تبدیل کروانی کی ضرورت پڑتی ہو، اس کا خون تبدیل کروانا یا جس مریض کی شوگر اتنی بڑھ گئی ہو کہ اس کے لیے انسولین لینا لازمی ہو چکا ہو کہ اگر وہ شخص انسولین نہیں لے گا تو اس کی جان کو خطرہ ہو جائے گا، اسی طرح ہائی بلڈ پریشر کا مریض جسے مستقل کوئی دوا لینی پڑتی ہو۔

حکم:

اس بات سے قطع نظر کہ ان اسباب کا چھوڑ دینا مریض کے حق میں ترکِ علاج کے حکم میں ہے یا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے حکم میں ہے، بہر صورت معالج کے لیے اس صورت میں از خود علاج کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ جب تک وہ علاج مفید ہو، اسے اختیار رکھنا ضروری ہے۔

﴾4﴿... چوتھی قسم وہ اسباب ہیں جو مصنوعی طریقوں سے مریض کی زندگی برقرار رکھنے کے لیے اس امید پر اختیار کیے جاتے ہیں کہ شاید مریض صحیح حالت میں واپس آجائے، جیسے وہ مریض ہیں جو کہ کسی مرض یا حادثہ کی وجہ سے PVS(persistent vegetative state) [11] کی اسٹیج پر پہنچ چکے ہیں

---

(11)احکام الامراض التی لایرجی برؤھا، د.احمد محمد کنعان،المبحث الثانی:

حياة مستمرة : وهي الحياة المعروفة التي تكون في الإنسان من بداية خَلْقِهِ إلى انقضاء أجَلَهِ ، وتكون بوجود الروح في الجسد ، ومعها الحركة الاختيارية والوَعْي .

حياة مستقرة : وهي الحياة التي تكون في الإنسان الذي يصاب إصابةً بالغةً ، ويرجِّح الأطباءُ أنَّه سيموت بعد ساعة أو يوم أو أيام ، لكنه يظلَّ قادراً على القيام ببعض الحركات الإراديَّة ، ويظلَّ فيه بعض الوعي أو الوعي التامّ .

حياة عيش المذبوح : وهي الحياة التي لا يبقى معها إبصار ولا نطق ولا حركة اختيارية ولا وعي ، ومثلها بعض الحالات التي يتلف فيها جزء كبير من الدماغ مع بقاء جذع الدماغ (Brain Stem) سليماً ، ومثالها الحالة التي تدعى طبياً بالحياة الإنباتية (Life Vegetative) فالمصاب في هذه الحال يعد حياً ، لأن قلبه ينبض تلقائياً ، وهو يتنفس تنفساً طبيعياً دون مساعدة الأجهزة ، لكنه يكون فاقداً للوعي ، عاجزاً عن القيام بأيَّة حركة إراديَّة .

،چنانچہ ایسے مریضوں کے لیے باقاعدہ کوئی علاج نہیں ہوتا، بلکہ recovery کی امید پر مصنوعی طریقہ سے ان کی زندگی بحال رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حکم:

اس صورت میں معالج کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ ان اسباب کو اختیار کرے، لیکن اگر معالج کو اپنے تجربہ، علم اور دیگر ماہرین کی مشاورت کی روشنی میں یہ یقین ہو کہ اب ان اسباب کے اختیار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اور مریض صحت کی طرف واپس نہیں آسکتا، بلکہ زندگی بھر اب اس کی یہی حالت رہے گی تو ایسی صورت میں معالج کے لیے ان اسباب کو چھوڑ دینا جائز ہے۔[12]

﴿5﴾...پانچویں اور مخصوص صورت یہ ہے کہ جس میں مریض کے دماغ کے تینوں حصے[13] یعنی cerebrum، cerebellum اور brain stem کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اس کیفیت کو اطباء دماغی موت (brain death) کہتے ہیں۔ اگر یہ دماغی موت عام حالات میں واقع ہو جائے تو کچھ ہی دیر میں دل کی حرکت اور سانس بند ہو جاتی ہے، اور مریض کو مردہ declare کر دیا جاتا ہے، لیکن بعض مرتبہ یہ موت اس وقت واقع ہوتی ہے، جبکہ مریض مصنوعی آلات پر ہوتا ہے، کیونکہ اس صورت میں مریض کا دماغ تو مکمل طور پر مر جاتا ہے، لیکن دل کی حرکت اور سانس مصنوعی آلات کے ذریعہ جاری رہتے ہیں۔

حکم:

Islamic Medical Learners Association

حياة المصاب بموت الدماغ (Brain Death) : وهي الحالة الجديدة الرابعة التي أشرنا إليها آنفاً ، ولم يتعرض لها الفقهاء قديماً لأنها لم تكن معروفة من قبل ، وفيها يتلف الدماغ وجذع الدماغ تلفاً نهائياً لا رجعة فيه ، فيفقد الشخص وعيه وقدرته على الحركات الإرادية فقداً نهائياً لا رجعة فيه ، وإذا لم يوضع على أجهزة الإنعاش فإن قلبه يتوقف في غضون دقائق معدودات ويمسي في عداد الموتى ، أما إذا وضع على أجهزة الإنعاش فإن جسده يظل حياً لمدة طويلة قد تصل إلى عدة شهور ، وربما سنوات ، كما نفصل لاحقاً .

(12) وانظر للتفصيل اثر رجاء البرء من المرض في غير العبادات، ص:173

(13) نقل الشيخ القرة داغي في القضايا الطبية المعاصرة،ص: 481 ونصه:

يتكون الدماغ مما يأتي:

1 . المخ: (cerebrum) الذي فيه المراكز العليا، ومراكز التفكير والذاكرة ، والاحساس والحركة والارادة .

2 . المخيخ (cerebellum) ، ووظيفته الاساسية توازن الجسم، وان ازالته بالكامل لا تسبب الوفاة.

3 . جد الدماغ (brainstem) الذى فيه مركز الاساسية للحياة مثل مراكز التنفس والتحكم في القلب والدورة الدموية.

چونکہ ایسی صورت میں عام طور پر مریض کی صحت کی بحالی کا امکان نہیں ہوتا، اس لیے شرعی لحاظ سے ایسے مریض کو ventilator پر رکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کا علاج روکنا اور اسے ventilator سے ہٹانا بھی جائز ہے۔(14)

Islamic Medical Learners Association

(14) کذا فی فتاوی عثمانی: ص:223، ج:4، عنوان، "تنفس بر قرار رکھنے کے لیے مصنوعی مشینوں کے استعمال کا حکم"

وفی مجلة مجمع الفقه الإسلامي (3/ 330).

يعتبر شرعًا أن الشخص قد مات وتترتب جميع الأحكام المقررة شرعًا للوفاة عند ذلك إذا تبينت فيه إحدى العلامتين التاليتين:

1- إذا توقف قلبه وتنفسه توقفا تامًا وحكم الأطباء بأن هذا التوقف لا رجعة فيه.2- إذا تعطلت جميع وظائف دماغه تعطلًا نهائيًا، وحكم الأطباء الاختصاصيون الخبراء بأن هذا التعطل لا رجعة فيه. وأخذ دماغه في التحلل،وفي هذه الحالة يسوغ رفع أجهزة الإنعاش المركبة على الشخص وإن كان بعض الأعضاء كالقلب مثلًا لا يزال يعمل آليًا بفعل الأجهزة المركبة.